جناب ملک عبدالرشید عراقی

امام ابوداؤد سجستانی اور اُن کی "سُنن ابی داؤد"

صحاحِ ستہ کے ارکان میں امام ابوداؤد سجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) بھی شامل ہیں۔ آپؒ فقہ وعلم اور حفظِ حدیث، زہد وورع، عبادت ویقین وتوکل میں یکتائے روزگار تھے[1]۔ امام صاحبؒ کو علم وعمل میں جو امتیازی مقام حاصل تھا، آپ کے معاصرین نے اس کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

"امام ابوداؤدؒ اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے"[2]

حافظ ابنِ کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"امام ابوداؤد ورع وتقویٰ، عفت وعبادت کے بہت اونچے مقام پر فائز تھے"[3]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

"در حفظِ حدیث واتقانِ روایت وعبادت وتقویٰ وصلاح واحتیاط عالی داشت"[4]

"امام ابوداؤد حفظِ حدیث، روایت کی مضبوطی، عبادت وتقویٰ اور صلاح واحتیاط میں بلند مرتبہ کے حامل تھے"

حفظ وضبط، عدالت وثقاہت، امانت ودیانت، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، عبادت وریاضت اور جرح وتعدیل میں امام ابوداؤد کا پایہ بہت بلند تھا، حافظہ بہت قوی تھا، ان کا شمار حفاظِ حدیث میں ہوتا تھا۔ صحیح وسقیم، قوی وضعیف، مشہور ومنکر اور حسن و

---

[1] مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۲۲۔
[2] تاریخ ابنِ خلکان ج ۲، ص ۱۳۹۔
[3] البدایہ والنہایہ ج ۱۱، ص ۵۵۔
[4] بستان المحدثین ص ۱۰۸۔

شاذ ہر قسم کی روایات کے پرکھنے میں ان کو ملکہ حاصل تھا۔ آپؒ کی قوتِ تمیز اور نقد و نظر پر اساطینِ فن کا اتفاق ہے۔ ۵ھ

حدیث میں کمال

امام ابوداؤدؒ حدیث میں بلند مرتبہ و مقام کے حامل تھے۔ آپ اس دور میں پیدا ہوئے جب دنیائے اسلام نامور محدثینِ کرامؒ سے معمور تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے فنِ حدیث میں اس قدر کمال حاصل کیا کہ ان کا شمار ائمہ حدیث اور اساطینِ فن میں ہونے لگا۔ چنانچہ اربابِ سیر اور ائمہ حدیث کی متفقہ رائے ہے کہ:

"امام ابوداؤدؒ علمِ حدیث میں ممتاز تھے اور امامت کے مرتبے پر فائز تھے۔" ۶ھ

تفسیرِ قرآن و دیگر علوم

امام ابوداؤدؒ کی شہرت محدث کی حیثیت سے زیادہ ہے، تاہم حدیث کے علاوہ دوسرے علومِ اسلامی، تفسیر و فقہ وغیرہ میں بھی آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ان علوم کی تخریج، معرفت و واقفیت و آگاہی میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔

محی السنہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابوداؤدؒ حدیث و فقہ دونوں میں ممتاز اور بلند حیثیت کے حامل تھے۔" ۷ھ

امام صاحبؒ کا مسلک

امام ابوداؤدؒ کے مسلک میں اختلاف ہے اور بڑے بڑے محدثین کے ساتھ یہ معاملہ عموماً ہوتا رہا ہے کہ مختلف مسالک والوں نے ان کو اپنے مسلک کا پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ) نے بھی لکھا ہے کہ:

"امام ابوداؤدؒ کے مسلک میں اختلاف ہے۔ بعض نے شافعی اور بعض نے حنبلی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔" ۸ھ

محی السنہ مولانا نواب صدیق حسن خاںؒ نے انھیں شافعی لکھا ہے۔ ۹ھ

۵ھ المنتظم ج ۵ ص ۵۷۔ ۶ھ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۵۸، تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۸۲، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶۹، تہذیب الاسماء والصفات ج ۲ ص ۲۴۴۔ ۷ھ اتحاف النبلاء ص ۲۵۶۔

۸ھ بستان المحدثین ص ۱۰۸۔ ۹ھ اتحاف النبلاء ص ۲۵۶۔

مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۹۳۲ء) نے آپ کو حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) کے حوالہ سے حنبلی لکھا ہے۔[10]

امام ابو داؤدؒ کے اساتذہ و تلامذہ

آپ کے اساتذہ و تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ خطیب تبریزی (م ۷۳۷ھ) لکھتے ہیں کہ:

"اخذ العلم ممن لا یحصی"[11]

یعنی "آپؒ کے اساتذہ کا استقصاء دشوار ہے"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"امام صاحب کے اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے"[12]

تاہم آپ کے اساتذہ میں امام اسحٰق بن راہویہ رحؒ (م ۲۳۸ھ)، امام احمد بن حنبل رحؒ (م ۲۴۱ھ) امام یحیٰی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) اور امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ (۲۳۵ھ) شامل ہیں۔

آپؒ کے تلامذہ میں صحاح ستّہ کے ارکان میں سے امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) اور امام ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) بھی شامل ہیں۔[13]

تحصیلِ حدیث کے لیے سفر

امام ابو داؤدؒ نے جس دور میں آنکھ کھولی، اس دور میں علمِ حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا۔ آپ نے تحصیلِ حدیث کے لیے مختلف بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا۔ حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

"امام ابو داؤدؒ نے تحصیلِ حدیث کے لیے حجاز، عراق، خراسان، مصر، شام، جزیرہ، نیشاپور، مرو اور اصبہان کا سفر کیا۔ اور ہر جگہ کے اساطینِ فن و ائمہ حدیث سے استفادہ کیا۔[14]

پیدائش و وفات

امام ابو داؤدؒ ۲۰۲ھ میں سیستان میں پیدا ہوئے[15] اور ۲۷۵ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں بصرہ میں انتقال کیا۔[16]

---

[10] فیض الباری ج ۱ ص ۳۴ ۔ [11] اکمال ص ۶ ۔ [12] تہذیب التہذیب ج ۴، ص ۱۶۹ ۔ ۱۷۰ ۔

[13] مقدمہ غایۃ المقصود ص ۵ ۔ ۶ ۔ [14] البدایۃ والنہایہ ج ۱۱، ص ۵۴ ۔ ۵۵ ۔

[15] تاریخ بغداد ج ۹، ص ۵۶ ۔ [16] تاریخ ابن خلکان ج ۱، ص ۱۳۸ ۔

سنن ابی داؤد

سنن ابی داؤد کو حدیث کی کتابوں میں ایک اہم مقام حاصل ہے اور یہ صحاح ستہ کا رکنِ عظیم ہے۔ محدثینِ کرام نے سنن ابی داؤد کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے۔ ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابوداؤدؒ نے جب سنن ابی داؤد امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے پیش کی تو آپ نے اس کو بہت پسند فرمایا" ۱۷؎

مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) لکھتے ہیں:

"امام ابوداؤد نے جب سنن ابی داؤد تالیف کی اور لوگوں کو پڑھ کر سنائی تو بہت مقبول ہوئی۔ علمائے کرام نے اس کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے۔ امام خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) نے لکھا ہے کہ سنن ابی داؤد جیسی کتاب علمِ دین کے متعلق ابھی تک نہیں لکھی گئی۔ علامہ ابن القیمؒ (م ۷۵۸ھ) کی رائے ہے کہ امام ابوداؤدؒ نے ایسی کتاب لکھی ہے جو مسلمانوں کے درمیان حَکَم ثابت ہوئی اور اختلافی مسائل میں فیصلہ کن بن گئی" ۱۸؎

ابوالعلاء محسن بیان کرتے ہیں کہ:

"میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"من اراد ان یتمسك بالسنن فلیقرأ سنن ابی داؤد" ۱۹؎

"سنن کی اتباع کرنے اور ان سے تمسک کا ارادہ رکھنے والوں کو سنن ابی داؤد پڑھنی چاہیے"

اربابِ سیر اور ائمۂ فن نے امام ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"کتاب اللہ کے بعد اس کتاب سے زیادہ کسی اور چیز کا علم ضروری نہیں۔ اگر کسی شخص کو ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز سے واقفیت نہ ہو تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوگا" ۲۰؎

۱۷؎ مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۔ ۱۸؎ مقدمہ غایۃ المقصود ص ۶۔ ۱۹؎ تہذیب السنن ص ۹۔

۲۰؎ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۵۶، تاریخ ابنِ خلکان ج ۱ ص ۳۸۲، البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۵۵، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶۹۹، مقدمہ معالم السنن ج ۱ ص ۸-۹، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۷۱، صفوۃ الصفوۃ ج ۵ ص ۵۱۔

صحاح ستّہ میں سنن ابی داؤد کا مقام

یہ بات متفق علیہ ہے کہ صحاح ستّہ میں سب سے پہلے الصحیح البخاری اور دوسرے نمبر پر الجامع الصحیح المسلم ہے، تیسرے نمبر کے بارے اختلاف ہے۔ بعض نے جامع ترمذی کو تیسرا نمبر دیا ہے اور بعض نے سنن نسائی کو تیسرا نمبر دیا ہے[۲۱] شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے کتبِ حدیث کے طبقات میں سنن ابی داؤد کو دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے[۲۲]

لیکن بعض علمائے کرام نے صحیحین کے بعد سنن ابی داؤد کو رکھا ہے اور لکھا ہے کہ:

"سب سے اونچا درجہ صحیح بخاری کا ہے، اس کے بعد صحیح مسلم کا اور پھر سُنن ابی داؤد کا درجہ ہے"[۲۳]

خصوصیات

سنن ابی داؤد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ صرف احکام و مسائل سے متعلق روایات پر مشتمل ہے۔ امام ابو داؤدؒ سے پہلے کسی نے ایسی کتاب مرتب نہیں کی تھی۔ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"سنن ابی داؤد اپنی اس خصوصیت کی بنا ء ائمہ حدیث اور علمائے آثار کی توجہات کا مرکز بن گئی۔ اور گو اس تخصیص کی بناء پر وہ احادیث کے بہت سے ابواب سے خالی ہے، لیکن فقہی احادیث کا جتنا بڑا ذخیرہ اس کتاب میں موجود ہے، وہ صحاح ستّہ کی کسی اور کتاب میں نہیں"[۲۴]

حافظ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے تدریب الراوی میں حافظ ابو جعفر بن زبیر غرناطی (م ۷۰۸ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"ولابی داؤد فی حصر احادیث الاحکام واستیعابها ما لیس لغیره"[۲۵]

"فقہی حدیثوں کے حصر و استیعاب کے سلسلہ میں امام ابو داؤدؒ کو جو خصوصیت حاصل ہے، وہ دوسرے مؤلفین کو نہیں!"

(جاری ہے)

---

[۲۱] العرف الشذی ص ۶۔ [۲۲] عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ ص ۶۔ [۲۳] محدثینِ عظام اور ان کے علمی کارنامے ص ۱۹۸۔ [۲۴] تہذیب الاسماء والصفات ج ۲، ص ۲۲۷۔ [۲۵] تدریب الراوی ص ۵۶۔